قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا

الحمد للہ

کہ

رسالہ

حضرت

محمد رشی

علیہ السلام

جس میں پیغمبر اسلام علیہ السلام کی نبوت کا ثبوت وید، پران اور
توراۃ۔ اور انجیل سے دیا گیا ہے

بفرمائش

مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب (مولوی فاضل) امرتسری

۱۹۲۳ء

در مطبع روز بازار ہال بازار امرتسر میں چھپا

قیمت ۳ر محل وصول دفتر اہلحدیث امرتسر محصول علاوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت

محمد رشی

(علیہ السلام)

دیباچہ

ہم مسلمانوں کا دعوے ہے۔ کہ دنیا میں خدا تعالےٰ کیطرف سے مختلف اوقات میں بشیر و نذیر آتے رہے۔ جو دنیا کے لوگوں کو مختلف زمانوں اور مختلف زبانوں میں وعظ نصیحت کرتے رہے۔ جن کو نبی۔ رسول۔ رشی منی۔ ولی شہید وغیرہ ناموں سے آج دنیا موسوم کرتی ہے۔ اس سلسلہ کے سب سے بڑے نبی یا رشی بلکہ مہا رشی سید الانبیا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جو خدا کے حکم سے دین اسلام کو دنیا میں پھیلانے والے ہیں۔ آنحضرت عرب کے مشہور شہر مکہ شریف میں ۲۲ اپریل ۵۷۱ء میں پیدا ہوئے۔ نیک بختی اور پارسائی کے ساتھ جب ۴۰ سال کی عمر کو پہنچے۔ تو خدا تعالےٰ کیطرف سے آپ کو سلسلہ نبوت کا سرتاج بنایا گیا۔ آپ نے خدا کے حکم سے اس بات کا اعلان فرمایا۔ کہ پہلے نبیوں۔ رشیوں نے میرے آنے کی خبر دی ہے۔ اَلَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ (یعنی محمد رشی نبی کا ذکر توریت انجیل وغیرہ میں لکھا

ہوا ہے) موجودہ توریت۔ انجیل میں گو انسانی کلام کی ملاوٹ نظر آتی ہے تاہم اصل کلام الہٰی کا پتہ بھی چلتا ہے۔ اسی طرح وید میں گو مختلف قسم کے اشعار ہیں جو مختلف متکلموں کے مختلف خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ تاہم ان میں بھی اصلیت کا نشان ملتا ہے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ حضرت محمدؐ رشی[1] صلے اللہ علیہ وسلم کی بابت وید میں بھی خبر ملتی ہے۔ اس مضمون پر کئی ایک علماء نے رسائل لکھے ہیں۔ سب سے آخری رسالہ اس بارہ میں مولنا ابراہیم سیالکوٹی کا بشارات محمدیہ ہے۔ جس کو زمانہ رواں کی ضرورت کے مطابق اختصار کر کے ہم ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

نوٹ:۔ اس رسالہ میں ہم نے صرف وید۔ توریت اور انجیل تینوں کتابوں سے پیشگوئیاں نقل کی ہیں۔

فیصلہ کن صورت آجکل ہندوستان میں بڑے تینوں مذہبوں میں سخت مقابلہ ہو رہا ہے۔ ہمارے خیال میں اگر ان مذاہب کے حامی محض خدا کے لئے مقابلہ کرتے ہونگے۔ تو یہ رسالہ ان کو بہت مفید ہوگا۔ کیونکہ ہر ایک مذہب کی جڑ بنیاد اُن کے ملہم کی راستی ہے۔ اگر وہ سچا ہے تو اس کا مذہب سچا ہے۔ نہیں تو نہیں۔ چونکہ ان پیشگوئیوں سے ثابت ہوگا کہ حضرت محمد رشی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے ملہم ہیں۔ اس لئے اُن کا مذہب (اسلام) بھی سچا ہے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

[1] رشی کے معنی ہیں بزرگ۔ مقدس ۱۲ منہ

حضرت محمد رشی صلے اللہ علیہ وسلم کی بابت پشینگوئی

سام وید میں

آپ کا نام مبارک خاص طور پر ذکر کر کے اس طرح کی گئی ہے :-

(۱) وہ ہر مقدس رسم کا مربی (۲) رعد والا۔ (۳) نہایت تعریف کیا گیا۔" اندر" (۴) قلعوں کا توڑنے والا۔ جوان۔ عقیل۔ بے اندازہ قوت کا پیدا کیا گیا۔ (۵) تو نے اے پتھر رکھنے والے والا سے گائیوں سے مالا مال گڑھے کو پھاڑا۔ یہ دیوتا دباتے ہوئے تیرے پہلو میں آئے اور خوف سے آزاد ہو کر انہوں نے تیری مدد کی۔ (۶) انہوں نے دعا کے بھجنوں کے ساتھ اس اندر کی شان بیان کی۔ جو اپنی قوت سے حکومت کرتا ہے۔ جس کے ہزاروں بلکہ اس سے بھی کہیں کثرت سے عطیے آتے ہیں۔ (سام وید۔ دوسرا حصہ باب پنجم فصل اولی پرپاٹھک بستم صفحہ ۱۲۵ مترجمہ بابو پیارے لال صاحب زمیندار ہیروتھا مطبوعہ ودیا ساگر پریس بردھٹا ضلع علیگڈھ سنہ ۱۸۹۷ء)

اس عبارت میں جسقدر اوصاف و کمالات ذکر کیئے گئے ہیں۔ وہ سب کے سب پورے حضرت محمد رشی میں پائے جاتے ہیں۔ اور آپ کے سوا کوئی اور شخص ایسا نہیں جس میں یہ سب وصف اجتماعی طور پر پائے جائیں نہ آپ سے پہلے ہوا۔ نہ بعد۔ لہٰذا اس بشارت و تعریف کا مصداق آپکے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ہم ان اوصاف کا آپ میں پورا پورا پایا جانا ثابت کرتے ہیں۔ اس عبارت میں ممدوح کا وصف اول یہ بیان کیا گیا ہے :-

ہر مقدس رسم کا مربی

اس وصف کو ہم کامل طور پر آپ میں دیکھتے ہیں۔ اور منکرین بھی شہادت دیتے ہیں۔ کہ آپ ہر نیک اور پاک رسم کی تائید اور اشاعت کرنے والے تھے۔ نہ صرف زبانی۔ بلکہ عملی طور پر بھی کرکے دکھانے والے تھے۔ اور اس کے مقابلہ میں ہر بری رسم کی مذمت کرنے والے۔ بلکہ مٹانے والے تھے۔ ملک عرب کو جملہ خرابیوں سے حضرت محمد رشی نے پاک صاف کرکے خدائے قدوس کے دربار میں ان کو جھکا دیا۔ یہ اس بات کا کافی ثبوت ہے۔

سو واضح ہو کہ نیکی کا سب سے اعلیٰ رکن توحید الٰہی ہے۔ (ذات میں۔ صفات میں اور استحقاق عبادت میں) اس کے جاری اور قایم کرنے۔ اور اس کی ضد یعنی شرک کے مٹانے میں جو کامیابی آپ کو حاصل ہوئی۔ اس کی نظیر کہیں پائی نہیں گئی۔ اس کے تعلیمی ثبوت کے لئے قرآن شریف کا مطالعہ کرو۔ جو توحید کی تعلیم اور شرک کی مذمت سے بھرا پڑا ہے۔ اور عملی ثبوت کے لئے آپ کا اطمینان خاطر اور حضور قلب سے نماز پڑھنا۔ اور امت میں اس عادت کو تاکیدی طور پر چھوڑنا کافی ثبوت ہے۔ اور شرک کے مٹانے کا عملی ثبوت مانگو تو فتح مکہ پر آپ کا اپنے دست مبارک سے بتوں کو توڑنا اور کعبۃ اللہ کو ان سے خالی کرکے اسے عبادت الٰہی کے لئے خالص کرنے کو دیکھ لو۔

نیکی کا دوسرا رکن اخلاق فاضلہ ہیں۔ اور ان کا ظہور یا تو اپنی عادات میں ہوتا ہے۔ یا دوسروں کے تعلقات و معاملات میں۔ سو اس کے متعلق بھی آپ نے ہر پہلو سے کامل تعلیم کی۔ اور خود عملی طور پر کرکے دکھا دیا۔ مثلاً صدق و دیانت عفت و حیا۔ جود و سخا۔ علم و تواضع۔ شفقت و رحمت۔ عفو و کرم۔ ماتحتوں اور زیر دستوں سے رفق و ملائمت۔ مظلوموں کی دادرسی۔ یتیموں کی پرورش

ے اس مضمون میں مختصر رسالہ کلمۂ طیبہ دفتر اہلحدیث امرتسر سے بقیمت ۲ مطالعہ کریں (منیجر)

ہوگان کی خبرگیری دوستوں اور دشمنوں سے کشادہ پیشانی اور فراخدلی سے پیش آنا۔ معاملات میں دوست و دشمن ہر دو کے ساتھ عدل و انصاف سے برتنا جانب حق کی رعائت کرنا۔ ناحق پر کسی کا ساتھ نہ دینا۔ دشمنوں سے سلوک و مہربانی۔ دوستوں کی مدارات وخاطرداری۔ بحث و مناظرہ میں محض اصلاح خلق کو مدنظر رکھنا۔ خود سخت زبانی سے پرہیز کرنا اور دوسرے کی سختی کو بڑے حوصلہ سے برداشت کرنا۔ سب سے شیریں زبانی اور خندہ پیشانی سے پیش آنا۔ برائیوں سے نفرت۔ بیحیائیوں سے کراہت۔ جبر و تعدی سے پرہیز۔ غرض جملہ اخلاق فاضلہ اور عادات صالحہ کی تعلیم کامل طور پر حضرت محمدؐ رشی نے فرمائی۔ اور خود پورے طور پر اس پر عمل کر کے دکھا دیا۔ ایسا کہ اس وقت سے آجتک مخالفین کو بھی سوائے تسلیم کے کوئی راہ نہ ملی۔ تفصیل کے لئے ہماری کتاب "اخلاق محمدی" کا مطالعہ کریں۔

سام وید کی عبارت میں اس برگزیدہ مقدس کا دوسرا وصف

رعدوالا ہونا بیان کیا گیا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے۔ کہ وہ ایسا صاحب سیاست و بارعب ہوگا۔ کہ مخالفین اس سے دبینگے۔ اور خوف کھائینگے۔ اور رعد کیطرح دور دور تک اس کی ہیبت ہوگی۔ یہ وصف بھی آپ میں کامل طور پر پایا گیا ہے۔ چنانچہ تاریخ کا مطالعہ کرنے والوں پر یہ امر ظاہر ہے۔ کہ آپ نہائت شجاع۔ بہادر اور جوانمرد تھے۔ اور مقابلہ کے وقت مخالفین پر آپ کا رعب و خوف چھا جاتا تھا۔ سب سے بڑھکر یہ کہ جن لوگوں کو آپ سے نہائت بے تکلفی اور اکثر صحبت رہتی۔ مجلس میں وہ بھی آپ سے ہیبت کھاتے حالانکہ آپ نہائت شیریں زبان اور نرم طبع تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰے عنہ جیسے شجاع اور جری مرد کے کئی واقعات ایسے ہیں۔ جن سے یہ امر بخوبی ظاہر ہے۔ اور یورپ کے مصنفین نے بھی اسے تسلیم کیا ہے۔

سام وید کی عبارت میں اس برگزیدہ مقدس کے لئے تیسرا امر یہ ذکر کیا گیا ہے

نہائیت تعریف کیا گیا

اس امر پر ہم کو زیادہ لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ یہ تو ترجمہ آپ کے نام پاک محمدؐ ہے۔ کیونکہ محمدؐ اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ مصدر تحمید سے جس کے معنے ہیں بہت تعریف کرنا۔ پس محمدؐ (اسم مفعول) کے معنے ہوئے "نہائیت تعریف کیا گیا"۔

کیا اس سے زیادہ وضاحت اور صفائی سے بھی کوئی امر بیان ہوسکتا ہے۔ کہ کسی شخص کی تعریف وتعیین کے لئے اس کا نام اور اوصاف ہر دو امر ذکر کئے جائیں۔ تا کہ اگر کوئی دوسرا شخص نام میں شریک ہو۔ تو وہ مقصود شخص اپنے اوصاف کے سبب متمیز ہو جائے۔ اور اگر ان اوصاف میں سے کوئی وصف کسی دیگر میں بھی پایا جائے۔ اور کسی کو پہچان وعرفان میں التباس واشتباہ واقع ہو۔ تو نام کی تعیین سے معلوم ہو جائے۔

اب ہم تمام ہندوؤں خصوصًا مذہبی تحقیق میں دم مارنے والے آریہ صاحبان سے نہائیت محبت سے پوچھتے ہیں۔ کیا وہ مخلوق میں سے حضرت محمدؐ رشی (صلے اللہ علیہ وسلم) کے سوا کوئی دوسرا شخص بتا سکتے ہیں۔ جس کا نام محمدؐ (بہت تعریف کیا گیا) ہو۔ اور اس میں جمیع کمالات وصفات مذکورہ سام وید پائے گئے ہوں۔ یا پائے جاتے ہوں ؎

بس تنگ نہ کر ناصحِ ناداں مجھے اتنا
یا چل کے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی

اگر تلاش کرنے اور علم تاریخ کی کتابوں کی ورق گردانی کرنے پر انکو کسی ایسے شخص کا پتہ نہ ملے۔ اور ہم بالکل یقین سے کہتے ہیں۔ کہ ان کو ہرگز ہرگز نہیں ملیگا۔ تو اُن کو چاہئے کہ اس برگزیدہ خدا کو جس کی بشارت وتعریف اور اسم گرامی وہ اپنی اس کتاب میں پاتے ہیں۔ جسے وہ سب سے پرانی اور ابتدائے دنیا سے اور خدا کیطرف سے الہامی مانتے ہیں۔ بڑی خوشی سے قبول کر لیں۔

اور حضرت محمدؐ رشی پر صدق دل سے ایمان لاکر اور آپ کا اتباع و اطاعت کر کے سعادت دارین حاصل کریں۔ ؎

مراد ما نصیحت بود کردیم حوالت با خدا کردیم و رفتیم

سام وید کی عبارت میں اس مقدس برگزیدہ کی صفت میں تیسرا لفظ۔

اِندر ہے۔ جس کے معنے ہیں **صاحب اقبال**۔ اور حضرت محمدؐ رشی کا صاحب اقبال ہونا ایسا ظاہر اور روشن ہے۔ کہ مخالف موافق ہر ایک کے نزدیک مسلم ہے اور کوئی شخص اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ آپ کی پاک زندگی کے حالات ولادت سے وفات تک ایسے صحیح طور پر ثابت اور مشہور ہیں۔ کہ آجتک کسی شخص کی سوانحمری اس تفصیل کے ساتھ نہیں لکھی گئی۔ یتیمی کی حالت میں پرورش پانا۔ اور پھر تبلیغ احکام الٰہی کے باعث رشتہ داروں اور ہموطنوں کا دشمن ہو جانا۔ طرح طرح کی اذیتیں سہنا اور آخر کار اپنے ارادے میں کامیاب ہونا۔ اور فتح مکہ پر مخالفین کا مغلوب ہو کر آپؐ سے عذر خواہی کرنا۔ اور آپؐ کا سب کو معاف کر دینا۔ اور اپنی زندگی میں عرب کے سرداروں اور شہزادوں کا اپنے فرمان کا مطیع و منقاد دیکھ لینا۔ اور دور دور تک آپ کا رعب چھا جانا اس صفت "اندرہ" کو آپ کے حق میں صاف ثابت کر رہا ہے۔ لہذا زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں۔

سوامی دیانند جی نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش کے پہلے باب میں اسمار الٰہی کا ذکر کرتے ہوئے "اِندرہ" بھی اسمار الٰہی میں سے ایک اسم ذکر کیا ہے کیونکہ خدا تعالےٰ سب سے بڑھکر جاہ و حشمت والا ہے۔ شاید کوئی یہ کہدے کہ اس عبارت سام وید میں جس پر ہم اس وقت بحث کر رہے ہیں۔ "اِندرہ" سے

؎ اندرہ سے مراد یہاں خدا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کے ساتھ "جوان" کا لفظ بھی ہے۔ جو خدا کی شان میں نہیں آسکتا۔

مراد خدا تعالیٰ ہے۔ لہٰذا اس شبہ کو دور کرنا ضروری ہوا۔

سوامی دیانند جی نے اسی باب کے شروع میں اس سوال کے جواب میں کہ خدا تعالیٰ کی صفات کے لئے ایسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جو لغت کے رو سے دیگر اشیاء پر بھی مستعمل ہو سکتے ہیں۔ تو ہم کسی موقعہ پر اس صفت کو خدا تعالیٰ سے کس طرح مخصوص کر سکتے ہیں۔ بیان کیا ہے۔ کہ جس لفظ کے کئی معنے ہوں۔ اس کو ایک معنے میں خاص کرنے کے لئے سلسلہ کلام اور قرائن پر نظر کرنی چاہیئے۔ اور جیسا موقع ہو ویسے معنے مراد لینے چاہئیں سوامی جی کا یہ بیان معقول ہے۔ اور ہم کو اس سے اتفاق ہے۔ پس ہم اس عبارت سام وید میں بھی اسی قاعدہ بیان کردہ سوامی جی سے ثابت کرتے ہیں۔ کہ اس عبارت میں پہلی دفعہ جو لفظ "اندر" آیا ہے۔ اس سے مراد خدا تعالیٰ نہیں۔ بلکہ اس کی مخلوق میں سے کوئی برگزیدہ صاحب اقبال شخص مراد ہے۔ اور دوسری دفعہ جو لفظ اندر وارد ہوا ہے۔ بیشک اس سے خدا تعالیٰ مراد ہے۔ کیونکہ اول تو اس اندر کی صفت ہیں اس سے آگے "جوان" کہا گیا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی صفت نہیں۔ بلکہ اسکی مخلوق میں سے کسی شخص کی ہو سکتی ہے۔ دوم اس لئے۔ کہ اس کی صفت میں کہا گیا ہے۔ "بے انداز قوت کا پیدا کیا گیا"۔ اور یہ صفت ہمارے مدعا کو ایسا صاف ثابت کرتی ہے۔ کہ محتاج تفصیل نہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ "سب کا پیدا کرنے والا ہے"۔ نہ کہ "پیدا کیا گیا"۔ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ (پ۲۴۔ زمر) یعنی "اللہ ہی سب چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور وہی ہر شے کا کارساز ہے"۔

اس بیان سے صاف ثابت ہو گیا۔ کہ اس مقام پر لفظ اندر سے مخلوق خدا میں سے کوئی شخص ہے۔ اور چونکہ پچھلے بیان میں ہم ثابت کر چکے ہیں۔ کہ اس سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اس لئے آپ کے سوا اور کوئی مراد نہیں ہو سکتا۔

سام وید کی عبارت میں اس برگزیدہ خدا کی پانچویں صفت :-

قلعوں کا توڑنے والا

بیان کی گئی ہے۔ یہ صفت بھی حضرت محمد رشیؐ کو پوری پوری حاصل ہے۔ کیونکہ آپنے عرب کے ایسے محکم قلعے فتح کئے۔ جو کبھی بھی کسی سے فتح نہ ہو سکے تھے۔ اور ان قلعہ گزینوں کو بھی اپنے قلعوں کی مضبوطی اور رستوں کی دشوارگذاری اور کبھی بھی کسی سے فتح نہ ہونے کیوجہ سے ایسا گھمنڈ اور گمان تھا۔ کہ وہ کبھی بھی مفتوح نہیں ہو سکینگے۔ چنانچہ خدا تعالٰے نے قرآن شریف میں خیبر (عرب) کے محکم قلعوں اور اُن کے رہنے والے اہل کتاب کے گمان بلکہ ان کی مضبوطی کی نسبت خود مسلمانوں کے خیال اس طرح بیان کیا ہے۔ "وہ خدا ہی تو تھا جس نے کفار اہل کتاب کو ان کے گھروں

هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ مَا ظَنَنْتُمْ أَنْ يَخْرُجُوا وَظَنُّوا أَنَّهُمْ مَانِعَتُهُمْ حُصُونُهُمْ مِنَ اللَّهِ فَأَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُمْ بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ (حشر پ ۲۸ ع ۱)

سے پہلے حشر کے لئے نکال باہر کیا۔ مسلمانو! تم کو تو یہ گمان بھی نہ تھا۔ کہ وہ کبھی نکلینگے۔ اور وہ بھی اس خیال میں تھے۔ کہ اُن کو (خدا کی پکڑ) سے بچا لینگے۔ تو جدھر سے اُن کو گمان بھی نہ تھا۔ خدا (کے لشکر) نے دن کو آلیا۔ اور اُن کے دلوں میں (مسلمانوں کی) دھاک ڈالدی کہ لگے اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں اجاڑنے۔ تو اے لوگو جن کی آنکھیں ہیں۔ (اس واقعہ سے) عبرت پکڑو۔"

سام وید کی عبارت میں اس برگزیدہ خدا کی نسبت چھٹا وصف اس کا :-

جوان

ہونا بیان کیا گیا ہے۔ اور اس سے مراد جوانمرد اور شجاع اور دلاور اور بہادر ہوتا ہے۔ کیونکہ جوانی کی عمر کو پہنچنا کوئی کمال نہیں۔ بلکہ لوازماتِ جوانی یعنی شجاعت۔ بہادری۔ جوانمردی و دلاوری اور بلند ہمتی

واستقلال مزاج اور مصائب میں ہمت نہ ہارنا اچھے اوصاف اور قابل مدح کمالات ہیں اور یہ سب صفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھے۔ حضرت محمد رشی کی شجاعت کے اثبات میں صرف اتنا ذکر کر دینا کافی ہے۔ کہ بہت سی جنگوں میں آپ بنفس نفیس شامل ہوتے رہے۔ اور بڑی جوانمردی سے مخالفین کے مقابلے میں قائم رہتے رہے۔ اور کبھی بھی پسپا نہ ہوئے۔ اور استقلال مزاج اور بلند ہمتی تو ایسی عیاں ہے۔ کہ محتاج بیان نہیں۔ کیونکہ قوم اور ہموطنوں کی مخالفت اور ہر روز کی اذیت و تکلیف رسانی سے گھبرا کر کبھی بھی آپ اپنی ڈیوٹی تبلیغ حق سے قاصر نہیں رہے۔ اور اس امر کو مخالفین نے بھی تسلیم کیا ہے۔ اور تسلیم کیوں نہ کریں۔ واقعات اور آخر کار۔ آپ کا اپنے جملہ مقاصد میں کامیاب ہونا اور اپنے دست مبارک سے اسلام کا تخم لگا کر اس کے درخت کو زندگی ہی میں بار آور دیکھ لینا مخالفوں کو بھی تسلیم کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ امید ہے منکرین انصاف سے غور کریں گے۔

سام وید کی عبارت میں اس برگزیدۂ خدا کی ساتویں صفت :-

عقیل بیان کی گئی ہے۔ عقل خدا کی عظیم الشان نعمت ہے۔ اور جس کسی پر یہ نعمت زیادہ ہو۔ وہ اپنے ہم جنسوں میں زیادہ ممتاز ہوتا ہے۔ عقل کے متعلق دو قوتیں ہیں۔ ایک علمی دوسری عملی۔ بعض میں علمی قوت غالب ہوتی ہے۔ اور عمل میں قاصر ہوتے ہیں۔ اور بعض میں عملی قوت تو پائی جاتی ہے۔ لیکن وہ علم سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ان ہر دو وصف میں کامل ہونا مخالفین کے نزدیک بھی مسلم ہے۔ اور کوئی بھی اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ آپ کے حکمت آموز کلمات آب زر سے لکھنے کے قابل اور دانائی کے گر ہیں۔ اور آپ کی عملی زندگی کی پوری کیفیت آپ کی زندگی کے حالات مطالعہ کرنے سے معلوم ہو سکتی ہے۔

سام وید کی عبارت میں اس مقدس برگزیدہ کی آٹھویں صفت :-

بے اندازہ قوت کا پیدا کیا گیا ہے۔ آپ اس وصف میں بھی پورے تھے۔ اور کبھی بھی آپ نے بزدلی اور کسل مندی ظاہر نہیں کی اور کسی کام کے کرنے سے عجز و ضعف کا عذر نہ کیا۔ بلکہ حضرت کی پاک زندگی میں ایسے ایسے واقعات بھی ثابت ہوئے ہیں۔ کہ جس کام سے عرب کے بہادر لوگ عاجز آ گئے ہیں۔ اور آپ نے اُسے پورا کر دکھایا ہے۔ جیسا کہ غزوۂ خندق میں جس کا بیان سام وید کی اس عبارت میں ہے۔ اور اس کی تفصیل ابھی آئے گی۔ خندق کھودنے کے موقع پر ایک جگہ زمین کا پتھریلا ٹکڑا ایسا سخت نمودار ہُوا۔ کہ لوگ کام کرنے سے عاجز آ گئے۔ آپ کے پاس اس بات کا ذکر کیا گیا۔ آپ نے بڑی دلیری سے فرمایا۔ اَنَا نَازِلٌ یعنی میں آتا ہوں۔ پس باوجود اس کے کہ آپ کو تین روز کا فاقہ تھا۔ آپ نے کودال (کھڑکا آلہ) پکڑ کر ایسی ضربیں لگائیں۔ کہ وہ پتھریلا ٹکڑا ریت کی طرح چور چور کر دیا۔ اسی طرح آپ کے کئی واقعات ہیں۔ جن کے ذکر سے خوف طوالت ہے۔ اور بوجہ مسلم کل ہونے کے محتاج بیان نہیں۔

سام وید کی عبارت مذکورہ میں اس برگزیدہ خدا کو :-

پتھر رکھنے والا کر کے پکارا گیا ہے۔ جو آپ کے حجر اسود کے نصب کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ یہ واقعہ اس زمانہ کا ہے۔ جب آپ کی عمرہ ۳۵ سال کی تھی۔ اور اس میں آپ کی دانائی اور عقلمندی کا ثبوت ہے۔ اور وہ اس طرح ہے۔ کہ کعبتہ اللہ کی عمارت ایک سیلاب اور طوفان کے سبب منہدم ہو گئی تھی۔ اس لئے قوم قریش نے اُسے از سر نو تعمیر کرنا چاہا۔ جب عمارت حجر اسود تک پہنچی۔ تو ان میں اس بات کی تکرار ہوئی۔ کہ حجر اسود کو کون رکھے۔ اس مبارک کام میں فخر حاصل کرنے کے لئے ہر شخص کا جی للچایا۔ اور زبانی تکرار سے نوبت دست و گریبان تک پہنچی۔ اور ہر فریق دوسرے کو جنگ میں طلب کرنے لگا۔ حتیٰ کہ قبیلہ بنی عبدالدار نے مر جانے اور

ڈھیر رہ جانے پر قسم کھائی آخرکار جوش و خروش فرو ہونے پر رفع تنازعہ کے لئے یہ قرار پایا۔ کہ کل صبح کو جو شخص سب سے پہلے کعبۃ اللہ میں حاضر ہو وہی حجر اسود کو نصب کرے۔

شب انتظار دراز ہوگئی اور امید سبقت سے رات بھر ہر شخص کا سینہ دھڑکتا رہا۔ ناگاہ سب سے پہلے وہی آفتاب ہدایت و برکت مشرق کامیابی و سبقت سے مسجد حرام میں چڑھا نظر آیا۔ سب لوگ مارے خوشی کے ھذا الامین کے نعرے مارنے لگے۔ اور اپنی رات بھر کی جوشیلی آرزوؤں اور سینہ کوب ولولوں کے پورا نہ ہونے کو یک قلم بھول گئے۔ اس خوشی کے اظہار کے لئے قریش کے جو الفاظ سر ولیم میور صاحب نے اپنی کتاب "محمد اینڈ اسلام" میں اس واقعہ کے متعلق بیان کئے ہیں۔ ہم ان کی نقل سے نہیں رک سکتے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔

Lo it is the Faithful one! they cried, we are content.

ترجمہ۔ "آہا! یہ تو امین صاحب ہیں۔ ان پر ہم سب راضی ہیں۔"

حضرت محمد رشی (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے اپنی زیرکی اور فراخ حوصلگی کے ثبوت کے لئے ایک چادر بچھائی اور حجر اسود کو اس پر رکھکر جوشیلے عربوں سے کہا۔ کہ تم میں سے ہر قبیلے کا ایک ایک بزرگ شخص اسکو اٹھائے۔ پس اس پسندیدہ خوش تدبیر سے سبنے بخوشی خاطر چادر کو پکڑ کر حجر اسود کے رکھنے کی بلندی تک اٹھایا۔ اور پھر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست خاص سے اُسے نصب کیا۔

اس مبارک صبح کو کعبۃ اللہ میں آپ کا سب سے پہلے تشریف لانا کوئی اتفاقی امر نہیں تھا۔ بلکہ اٹل اور غیر مبدل تقدیر کا مقرر کیا ہوا تھا۔ اور یہی معاملہ بہ ہیئت و قوعی نبوت محمدی کا مقدمہ تھا۔ کیونکہ قوم کی قبیل و قال

اور جنگ و تکرار سے ان کی اخلاقی حالت ظاہر ہو رہی ہے۔ اور آپ کے سب سے پہلے کعبتہ اللہ میں آنے کے یہ معنے ہیں۔ کہ ان میں سوائے آپ کی ذات بابرکات کے اس کار خیر کو انجام دینے کے لائق اور کوئی نہ تھا۔ اور پتھر رکھنے کے وقت جو آپ نے سب کو خوش کر کے اس کام میں اپنا شریک بنالیا۔ اس میں راز مضمر تھا۔ کہ آخر کار یہ جنگجو اور لڑاکے عرب آپس میں بھائی بھائی اور شیر و شکر ہو کر توحید الہٰی کے پھیلانے میں آپ کے معاون و مددگار ہو جائیں گے۔ اور حجر اسود کو جو آپ نے اپنے دست خاص سے رکھا۔ تو اس کے معنے توحید الہٰی کا بنیادی پتھر رکھنے کے تھے۔ اور اس میں اِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا یعنی یہ بات ہی ہے۔ کہ مشرک نجس ہیں۔ پس وہ اس سال کے بعد مسجد کعبہ کے نزدیک نہ آنے پائیں۔ اسکے جلالی اعلان کا بھی ایک معنے سے اشارہ تھا۔

اس بیان سے آپ کی صفت "پتھر رکھنے والا" بخوبی ثابت ہے۔ اور یہ تاریخی واقعہ ایسا مسلم و مشہور ہے۔ کہ مؤرخین اسلامی اور غیر اسلامی سب متفق ہیں۔

سام ویدکی عبارت میں اس برگزیدہ خدا کی نسبت اس کا ایک :-

گڑھے کا کھودنا

بھی مذکور ہے۔ جس سے دشمنوں سے بچاؤ اختیار کرنے کے لئے خندق کا کھودنا مراد ہے۔ کیونکہ اس برگزیدہ خدا کے اوصاف مذکورہ بالا جنگی کمالات ہیں۔ شاہی جنگوں میں ضرورت کے وقت خندق کا کھودنا سب کو معلوم ہے۔

یہ بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ثابت اور مؤرخین کے نزدیک مسلم ہے۔ چنانچہ سنہ ۵ ہجری میں جب ابوسفیان نے یہود بنی نضیر کی سازش سے دس ہزار کے لشکر جرار سے مدینہ طیبہ پر حملہ کیا۔ اور شہر کے یہود بنی قریظہ بھی عہد و پیمان توڑ بیٹھے اور منافقین کی طرف سے بھی یہ کھٹکا تھا۔ کہ وہ مخالفین کا ساتھ دیکر ان کو شہر کے

غیر محفوظ مقامات بتا دینگے۔ تو حضرتؐ نے شہر کی حفاظت کے لئے ایک خندق کھود دینے کا حکم کیا جس کا ذکر اوپر بھی ہو چکا ہے۔ دشمنوں نے ہر چند حملے کئے۔ مگر ہر دفعہ ناکام رہے۔ اور خدا تعالےٰ نے آپ کی امداد کے لئے فرشتے نازل کئے۔ اور تند باد کا ایک ایسا بھاری طوفان بھیجا۔ کہ ابوسفیان محاصرہ اٹھا کر رات ہی کو بھاگ نکلنے پر مجبور ہوا۔

سام وید کی عبارت اس برگزیدہ خدا کی تعریف اس طرح بھی کی گئی ہے :-

(" یہ دیوتا دباتے ہوئے تیرے پہلو میں آئے"

اور خوف سے آزاد ہو کر انہوں نے تیری مدد کی انہوں نے دعا کے بھجنوں کے ساتھ اس اندر کی شان بیان کی۔ جو اپنی قوت سے حکومت کرتا ہے۔ جس کے ہزاروں بلکہ اس سے بھی کثرت سے عطیے آتے ہیں")

دیوتا پاک باطن اور بزرگ لوگوں کو کہتے ہیں۔ اور مراد حضرت محمد رشی کے اصحاب ہیں جنہوں نے ہر طرح سے آزاد ہو کر کھلے میدان میں آپ کی مدد کی۔ اور جنگوں میں دعائیں اور تکبیریں اور خدا تعالےٰ کی تعریفیں کہیں اور یہ امر ایسا ظاہر و باہر ہے۔ کہ کوئی شخص بھی اس کا انکار نہیں کر سکتا اور مشہور عام ہونے کیوجہ سے محتاج بیان نہیں۔ چونکہ یہ سب امور جنگ کے متعلق ہیں۔ اس لئے "خدا کے عطایا" سے مال غنیمت مراد ہے۔ اور یہ امر بھی آپ کے حق میں ایسا عیاں ہے۔ کہ مخالفین بھی تسلیم کرنے پر مجبور ہیں۔ خدا کے فضل و توفیق سے ہمنے سام وید کی عبارت مذکورہ کا مصداق ہونا حضرت محمد رشی کو بہت صفائی سے ثابت کر دیا ہے۔ اور تاویل و کھینچ تان اور کسی قسم کے تعصب کو راہ نہیں دی۔ اگر کسی ویدک دھرمی کو اسکے ماننے میں تامل ہو تو وہ اس عبارت مذکورہ کی صحیح تفسیر بیان کر دے۔ ہم اُسپر غور کریں گے انشاء اللہ۔

حضرت محمد رشی صلے اللہ علیہ و سلم کی بابت پیشگوئی

توریت میں

توریت جو آجکل بائبل کے مجموعہ میں سب سے پہلے ہے۔ اس کے پانچ حصے ہیں۔ جنکو پانچ کتابیں کہا جاتا ہے۔ ان میں سے پانچویں کتاب میں جس کا نام استثناء ہے۔ لکھا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا کے حکم سے اپنی قوم کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں :۔

خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کریگا۔ تم اس کیطرف کان دہریو اُس سب کی مانند جو تو نے خداوند اپنے خدا سے حورب میں مجمع کے دن مانگا۔ اور کہا۔ کہ ایسا نہ ہو۔ کہ میں خداوند اپنے خدا کی آواز پھر سنوں اور ایسی شدت کی آگ پھر دیکھوں۔ تاکہ میں مر نہ جاؤں۔ اور خداوند نے مجھے کہا۔ کہ اُنہوں نے جو کچھ کہا سو اچھا کہا۔ میں ان کے لئے اُن کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کرونگا۔ اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالونگا۔ اور جو کچھ میں اُسے فرماؤنگا۔ وہ سب اُن سے کہیگا۔ اور ایسا ہوگا۔ کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لیکے کہیگا۔ نہ سنیگا۔ تو میں اس کا حساب اس سے لونگا۔

اس عبارت میں چند باتوں پر غور کرنے سے مطلب صاف ہو جاتا ہے۔

(۱) بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے وہ رسول پیدا ہوگا۔

(۲) وہ رسول حضرت موسیٰ جیسا ہوگا۔

(۳) جو اس رسول کو نہ مانیگا۔ خدا اس کو پوچھیگا۔

پہلی بات کی تحقیق یہ ہے۔ کہ حضرت ابراہیم کی اولاد دو شاخوں میں تقسیم ہوگئی تھی۔ (۱) بنی اسرائیل (۲) بنی اسمٰعیل۔ بوجہ مورث اعلےٰ ایک ہونے کے یہ دونوں خاندان آپس میں ایک دوسرے کے بھائی کہلانے کا حق رکھتے تھے۔ اور کہلاتے بھی تھے۔ اسلئے بنی اسمٰعیل میں سے آنحضرت کا پیدا ہونا اس پیشگوئی کا صدق ہے۔

(۲) حضرت موسےٰ علیہ السلام صاحب شریعت اور باسیاست نبی تھے۔ اسیطرح حضرت محمد رشی صلے اللہ علیہ وسلم باشریعت صاحبِ حکومت نبی تھے۔

(۳) نمبر سوم کا ثبوت بھی صاف ہے قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

مَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا (پ ۵)	یعنی جو کوئی اس رسول (حضرت محمد رشی) سے منہہ پھیرے اور مومنین کی راہ کے سوا اور راہ چلے تو جدھر کو وہ جائیگا ہم بھی اسکو اُدھر ہی روانہ کردینگے اور جہنم میں ڈالدینگے وہ بری

جگہ ہے"۔ اس آیت قرآنی اور تورات کی مرقومہ عبارت کا مطلب ایک ہی ہے جسکو شیخ سعدی مرحوم نے ایک شعر میں یوں ادا کیا ہے ؎

محالست سعدی کہ راہ صفا
تواں رفت جز در پئے مصطفےٰ

فیصلہ آسان عیسائیوں کو ہماری اس تقریر میں اختلاف ہو اور وہ اس عبارت منقولہ کو حضرت محمد رشی (صلے اللہ علیہ وسلم) کے حق میں نہ جانیں بلکہ حضرت عیسےٰ مسیح کے حق میں بتادیں تو اُن کے ساتھ فیصلہ کی آسان صورت ہے۔

حضرت مسیح کے دنیا سے جانیکے بعد مسیح کا شاگرد پطرس حواری اپنے زمانہ کے لوگوں کو بطور نصیحت کہتا ہے"۔

"پس توبہ کرو۔ اور متوجہ ہو کہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں تاکہ خداوند کے حضور سے تازگی بخش ایام آویں۔ اور یسوع مسیح کو پھر بھیجے جسکی منادی تم لوگوں

کے درمیان آگے سے ہوئی۔ مژدہ ہے کہ آسمان اُسے لئے رہے۔ اسوقت تک کہ سب چیزیں جنکا ذکر خدا نے اپنے سب پاک نبیوں کی زبانی شروع سے کیا اپنی حالت پر آ دیں۔ کیونکہ موسےٰ نے باپ دادوں سے کہا کہ خداوند جو تمہارا خدا ہے تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے ایک نبی میری مانند اُٹھاویگا جو کچھ وہ تمہیں کہے اُسکی سب سنو۔ اور ایسا ہوگا کہ ہر نفس جو اُس نبی کی نہ سُنے وہ قوم میں سے نیست کیا جائیگا۔ بلکہ سب نبیوں نے سموئیل سے پیچھے پچھلوں تک جتنوں نے کلام کیا ان دنوں کی خبر دی ہے۔ تم نبیوں کی اولاد اور اُس عہد کے ہو۔ جو خدا نے باپ دادوں سے باندھا ہے جب ابراہام سے کہا کہ تیری اولاد سے دنیا کے سارے گھرانے برکت پاوینگے۔ تمہارے پاس خدا نے اپنے بیٹے یسوع کو اُٹھا کے پہلے بھیجا۔ کہ تم میں سے ہر ایک کو اُسکی بدیوں سے پھیر کے برکت دے"۔ (رسولوں کے اعمال ۳ باب)

اس عبارت میں اُس پیشگوئی کا ذکر ہے جو ہمنے تورات سے نقل کی ہے۔ نہ صرف ذکر ہے بلکہ اس پیشگوئی کے انتظار کرنے کا حکم بھی ہے۔ مطلب عبارت مرقومہ کا یہ ہے۔ پطرس کہتا ہے کہ جناب مسیح کا دوبارہ دنیا میں تشریف لانا اُن واقعات کے پورا ہونے پر موقوف ہے جو حضرات انبیا علیہم السلام نے بطور پیشگوئی کے فرمائے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے۔ کہ وہ نبی جسکی بابت حضرت موسےٰ نے خبر دی تھی آجائے اس کلام سے صاف ثابت ہے کہ تورات کی پیشگوئی کے مصداق حضرت مسیح نہیں بلکہ اُنکے سوا وہ نبی ہے۔ جو جناب مسیح کے دوبارہ دنیا میں آنے سے پہلے دنیا میں آئے گا۔ اور وہ حضرت محمد رشی ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔

حضرت محمد رشی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں پیشگوئی

(انجیل میں)

عیسائیوں اور یہودیوں کی مجموعہ کتابوں کا نام "بائیبل" ہے۔ اُسمیں

وہ حصہ جسے یہودی اور عیسائی دونو مانتے ہیں "پرانا عہدنامہ" کہلاتا ہے - اور دوسرا حصہ جسے خاص عیسائی مانتے ہیں اُسکا نام "عہد جدید" ہے - جسمیں انجیلیں چار ہیں جن کے یہ نام ہیں - انجیل متی - انجیل مرقس - انجیل لوقا - انجیل یوحنا -

عیسائی ان چاروں انجیلوں کو الہامی مانتے ہیں - ان میں سے چوتھی انجیل کے سولھویں باب میں حضرت عیسےٰ مسیح کے الفاظ درج ذیل ہیں جو یہ ہیں -

"میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو تسلی دینے والا تم پاس نہ آویگا - پر اگر میں جاؤں تو میں اُسے تم پاس بھیج دونگا - اور وہ آن کر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیر وار ٹھیرائیگا - گناہ سے اس لئے کہ وے مجھ پر ایمان نہیں لائے - راستی سے اس لئے کہ میں اپنے باپ پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھوگے - عدالت سے اسلئے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے - میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں پر اب تم اُنکی برداشت نہیں کر سکتے - لیکن جب وہ یعنی روح حق آوے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتادے گی - اسلئے کہ وہ اپنی نہ کہیگی لیکن جو کچھ وہ سُنیگی سو کہیگی اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگی - وہ میری بزرگی کرے گی"........ (انجیل یوحنا ۱۶ باب)

اس عبارت میں جناب مسیح نے آنے والے نبی کے جتنے نشان بتائے ہیں وہ سب کے سب حضرت محمد رشی (صلے اللہ علیہ وسلم) پر چسپاں ہیں اور کسی پر نہیں - اس پیشگوئی کے تین حصے ہیں -

(۱) تسلی دینے والا (۲) جناب مسیح کے منکروں کو راستی سے تقصیر وار ٹھیرانیوالا (۳) عدالت سے مجرموں کو سزا دینے والا (۴) دنیا کا سردار

پہلی بات کا ثبوت تو صاف ہے - کیونکہ حضرت محمدؐ رشی کے حق میں کئی جگہ قرآن مجید میں بشیر کا لفظ آیا ہے - اور بشیر کے معنی میں تسلی دینا داخل ہے کیونکہ اسکا اصلی ترجمہ ہے خوشخبری دینے والا - جو خوشخبری دیگا وہ اس بات کی تسلی دیگا کہ تمہارے نیک اعمال ضائع نہ ہوں گے - بلکہ مقبول ہوں گے - پس

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تسلی دینے والے ہیں۔ کیونکہ آپ بشیر ہیں۔

(۲) جناب مسیح کے منکروں (یہودیوں) کو آنحضرت نے کافر قرار دیا اور ان پر بہت کچھ خفگی کا اظہار فرمایا چنانچہ سبکو معلوم ہے۔

(۳) عدالت تو آنحضرت نے ایسی فرمائی کہ آج تک اُسکے برابر کی کوئی کر نہیں سکا۔ ہر قسم کے جرائم کی سزائیں مقرر اور جاری فرمائیں۔ چور کی سزا۔ زانی کی سزا۔ ڈاکو کی سزا وغیرہ وغیرہ ایسی اعلےٰ درجہ کی جاری فرمائیں کہ باید وشاید۔ اس کی تفصیل جو دیکھنا چاہے وہ ہمارا رسالہ **اسلام اور برٹش لاء۔ سیاست محمدیہ اور قوانین انگریزیہ کا مقابلہ۔** مطالعہ کرے۔

نوٹ:۔ تورات اور انجیل میں اور بھی بہت سی پیشگوئیاں ہیں۔ جو ہمارے نبی اکرم سید العرب والعجم صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہیں۔ مگر بغرض اختصار ہم انہی دو پر قناعت کرتے ہیں۔ ؎

در خانہ اگر کس ست۔ یک حرف بس ست

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

منصف مزاج مخالفوں سے امید ہے۔ اس مختصر سے ٹریکٹ کو بغور مطالعہ کر کے فائدہ اٹھائیں گے۔ والسّلام۔

ابو الوفا ثناء اللہ

محرم ۱۳۴۲ھ

اگست ۱۹۲۳ء